خطبہ عیدالفطر

جمعرات ۱۴۲۹ء مطابق ۲/اکتوبر ۲۰۰۸ء

ملک وملت کے حالات

اور

ہماری ذمہ داریاں

مولانا سید جلال الدین عمری
امیر جماعت اسلامی ہند

الٓرٰ کِتٰبٌ اَنزَلْنَاہُ اِلَیکَ لِتُخرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلٰی النُّورِ بِاِذْنِ رَبِّھِمْ اِلٰی صِرَاطِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ ٥ (ابراهیم: ۱)

بزرگو! بھائیو اور محترم خواتین!

آج عید الفطر ہے۔ عید الفطر اس خوشی میں منائی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں رمضان کے مہینہ میں روزے رکھنے، زیادہ نمازیں پڑھنے، صدقہ وخیرات کرنے اور قرآن مجید کی تلاوت کرنے اور کسی قدر اسے سمجھنے کی سعادت بخشی۔ اس ماہ میں ان کاموں کے انجام دینے پر ہم خوشی مناتے ہیں۔ اللہ کی عظمت اور بڑائی کا اظہار کرتے ہیں، دو رکعت نماز ادا کرتے اور سجدۂ شکر بجالاتے ہیں کہ یہ سب کچھ اللہ تعالی کی توفیق سے ہوا۔ ورنہ ہم جیسے کم زور انسانوں کے لئے یہ آسان نہ تھا۔

بزرگو! بھائیو اور محترم خواتین!

آج کی دنیا کو دیکھئے تو اس کی چمک دمک سے نگاہیں خیرہ ہو رہی ہیں۔ پوری دنیا ایک مارکیٹ میں تبدیل ہوگئی ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے زمین نے اپنے خزانے نکال کر رکھ دئے ہوں۔ ہر طرف آسائش وراحت کا سامان بکھرا ہوا ہے۔ جس شخص کو جتنے مواقع حاصل ہیں وہ انہیں سمیٹ رہا ہے اور مزید کی تلاش میں سرگرداں ہے۔ جسے اس کے مواقع حاصل نہیں ہیں وہ محرومی کے احساس سے دوچار ہے۔ آج کا انسان اس فکر سے آزاد ہے کہ اس کی منزل کیا ہے اور وہ کس انجام سے دوچار ہونے والا ہے؟ وہ دنیا کے عیش وطرب میں اس طرح غرق ہے کہ اس کے تاریک پہلوؤں کو دیکھنے کی کوشش نہیں کر رہا ہے بلکہ اس کی طرف اس کا ذہن بھی منتقل نہیں ہو رہا ہے۔

دوسری طرف عالمی طاقتیں ظلم، جبر، استحصال، تخریب اور تشدد میں مصروف ہیں۔ انہوں نے طے کر لیا ہے کہ اپنے علاوہ کسی کو ابھرنے اور ترقی کرنے نہیں دیں گی۔ اس کے لئے ہر طرف خوف اور دہشت کی فضا پیدا کر رکھی ہے۔ ان کی سازشوں کا یہ حال ہے کہ جس ملک کو چاہتے ہیں آگ اور خون کے سمندر میں تبدیل کر کے رکھ دیتے ہیں۔ وہاں کا بڑا چھوٹا کوئی فرد نہیں جانتا کہ کب اس کے ساتھ کیا سانحہ پیش آنے والا ہے؟

ان بڑی طاقتوں نے اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لئے مختلف تدابیر اختیار کر رکھی ہیں۔ جن ملکوں کی سیاسی طاقتیں خود ہی ان کے سیاسی عزائم پورے کر رہی ہیں انہیں وہ باقی رکھتی ہیں، لیکن جو ممالک ان کے خلاف جانا چاہتے ہیں اور کسی درجہ میں آزادانہ پالیسی اختیار کرتی ہیں انہیں وہ امن عالم کے لئے خطرہ بتا کر تباہ و برباد کر دیتی ہیں اور ان کے وسائل و ذرائع پر قبضہ کر لیتی ہیں۔

جب یہ طاقتیں دیکھتی ہیں کہ فوجی اقدام کی ضرورت نہیں ہے، وہاں وہ معیشت پر قبضہ کی راہ اپناتی ہیں۔ اس کے لئے انہوں نے انفرادی معیشت اور کھلے مارکیٹ کا طریقہ اپنایا ہے۔

جہاں تک معیشت کی ترقی کا سوال ہے، ہر ملک اس کا خواہاں ہے اور اسے ترقی کا حق ہے اس لئے اسے اس کے مواقع ملنے چاہئیں لیکن اس بہانے کسی ملک کی معیشت پر قبضہ کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

ہمارا ملک بھی اس عالم گیر سازش کا شکار ہے۔ جس طرح کھلی معیشت کے نام پر ملٹی نیشنل کمپنیاں اس ملک میں اپنا جال بچھا رہی ہیں وہ بہت ہی تشویش ناک ہے۔ یہ درحقیقت یہاں کے وسائل معیشت پر قبضہ کی کوشش ہے۔ یہ استحصال ہی کی ایک بدترین صورت ہے۔

پھر جو ملٹی نیشنل کمپنیاں ملک میں آ رہی ہیں وہ اپنی تہذیب اور کلچر کے ساتھ آ رہی ہیں۔ انہوں نے ہماری اخلاقی قدروں کو سخت نقصان پہنچایا ہے۔ اس کے ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ ان سرمایہ دار قوموں کا جہاں اثر بڑھتا ہے، وہ تخریب پسند طاقتوں کو ابھارتی ہیں۔ وہ ملک کے اتحاد اور سالمیت کو نقصان پہنچاتی ہیں۔ ان کا مفاد اسی میں ہے کہ مختلف اکائیوں میں اختلافات بڑھیں اور وہ آپس میں ٹکراتی رہیں۔ چنانچہ اب تک کا تجربہ یہی رہا ہے کہ یہ طاقتیں جس ملک میں پہنچیں انہوں نے ان کے وسائل ہی پر قبضہ نہیں کیا۔ بلکہ اس کی وحدت و سالمیت کو بھی تباہ کر ڈالا۔

اسلام ہر طرح کے ظلم، استحصال، دہشت گردی، تخریب کاری اور فتنہ و فساد کے خلاف ہے، اس لئے یہ استحصالی قوتیں اسلام کو اپنا سب سے بڑا حریف سمجھتی ہیں اور اس کے خلاف پوری دنیا میں فضا پیدا کرنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ وہ یہ باور کرانا چاہتی ہیں کہ جہاں کہیں دہشت گردی

ہے، اس کا سرچشمہ اسلام ہے اور مسلمان اس پر عمل پیرا ہیں۔

اسلام اس دعوے کے ساتھ ہمارے سامنے آتا ہے کہ وہ اللہ کا نازل کردہ دین ہے۔ اس کے بارے میں یہ سوچا بھی نہیں جا سکتا کہ وہ فتنہ وفساد کی تعلیم دے گا اور اسے پروان چڑھائے گا۔ اس لئے کہ یہ اس کے دعوی کی خود تردید ہوگی۔ وہ کہتا ہے کہ دنیا میں فساد اس لئے ہے انسان خدا کو بھول چکا ہے اور زندگی کی غلط راہ پر دوڑ رہا ہے۔ یہ دنیا امن وامان کے لئے وجود میں آئی ہے، لیکن انسان کے غلط اعمال نے اسے فساد سے بھر دیا ہے۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ. (الروم: ۴۱)	فساد پھیل گیا ہے خشکی میں اور سمندر میں انسانوں کے اپنے اعمال کی وجہ سے، تا کہ اللہ ان کو ان کے بعض اعمال کا بدلہ چکھائے شاید وہ رجوع کریں۔

مطلب یہ کہ فساد جس نے خشکی اور تری کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ یہ انسان کی بدعملیوں کا نتیجہ ہے۔ یہ صرف اس کے بعض اعمالِ بد کی سزا ہے۔ اسے اپنے تمام اعمال کی سزا تو قیامت میں ہی ملے گی۔ یہ فساد جس سے نہ خطۂ زمین پاک ہے اور نہ سمندری فضائیں محفوظ ہیں، پکار پکار کر کہتا ہے کہ آدمی ٹھہرے، سوچے اور اپنے رویہ پر نظر ثانی کرے۔ نہ یہ کہ خدا کی ہدایت سے دوری اختیار کرے اور اسے اپنی تنقید کا نشانہ بنائے۔

آپ کو اور مجھے اور ہم سب کو مل کر بتانا ہوگا کہ اس وقت دنیا جس غفلت میں گرفتار ہے، جن مسائل اور مشکلات سے دوچار ہے، اسلام اسے ختم کرنے اور مٹانے آیا ہے۔ وہ تاریکی میں نور بن کر آیا ہے اور ہر سمت روشنی پھیلانے کے لئے آیا ہے۔

الٓرٰ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ○ (ابراهيم: ۱)	یہ ایک کتاب ہے جو ہم نے آپ پر اس لئے اتاری ہے تا کہ آپ لوگوں کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لے آئیں۔ ان کے رب کے حکم سے۔ اس خدا کے راستہ کی طرف جو زبردست اور خوبیوں والا ہے

اسلام ہر اس شخص کو جس پر غفلت کی موت طاری ہے حیات تازہ عطا کرتا ہے۔ اس کے ذریعے انسان کو عقیدہ وفکر، اخلاق وکردار اور سیرت وعمل کی ایک نئی زندگی ملتی ہے۔

وَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۝ (الانعام: ۱۲۲)	ایک وہ شخص جو مردہ تھا ہم نے اسے زندہ کیا اور روشنی عطا کی جسے لے کروہ لوگوں کے درمیان چلتا ہے کیا اس شخص کی طرح ہوسکتا ہے جس کا حال یہ ہے کہ وہ تاریکیوں میں پڑا ہوا ہے جس سے اس کے نکلنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔اسی طرح حق کا انکار کرنے والوں کے لئے ان کے اعمال آراستہ کردیئے گئے ہیں (وہ اسی میں مست ہیں)

اسلام ایک ایسی دنیا وجو میں لانا چاہتا ہے جو فتنہ وفساد سے پاک ہو، جہاں خدا خوفی ہواور جہاں انسان اپنے رب کی تمنا میں جی رہا ہو۔

وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ. (الاعراف: ۵۶)	زمیں میں فساد نہ پھیلاؤاس کی اصلاح (کے فیصلہ) کے بعد اوراللہ کو پکارواس کے عذاب سے ڈرتے اوراس کی رحمت کی امید کرتے ہوئے۔بے شک اللہ کی رحمت نکوکاروں کے قریب ہے۔

اسلام ایسی دنیا دیکھنا چاہتا ہے جہاں ظلم وناانصافی ختم ہوجائے، جہاں عدل وانصاف کی حکومت ہواور سماج کے ہر شخص کواس کا فطری اورقانونی حق ملے اورکوئی اس سے محروم نہ ہو۔جہاں کم زور سے کم زور کی حفاظت ہو، جہاں انصاف کے لئے آدمی کودربدر کی ٹھوکریں نہ کھانی پڑیں۔

اسلام ایک ایسی دنیا کا تصوردیتا ہے جہاں اخلاق ہو، شائستگی ہو، جہاں بے حیائی اورعریانی نہ ہو، درندگی اوربہیمت نہ ہو، جہاں محبت کی فضا ہو، جہاں حق دار کواس کے حق سے زیادہ ملے۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ (النحل: ۹۰)	اللہ تعالیٰ عدل اور (اس سے آگے) احسان کا حکم دیتا ہے۔

اسلام پر دہشت گردی کا الزام ناواقفیت اور جہالت کی بنیاد پرتولگایا جاسکتا ہے، علم کی روشنی میں نہیں لگایا جاسکتا۔بعض لوگ تعصب کی وجہ سے بھی اسلام کے ساتھ دہشت گردی کوچسپاں کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔تعصب یا جہالت سے حقیقت نہیں بدل جاتی۔اسلام نے

اپنے ماننے والوں کو حکم دیا ہے کہ عام حالات ہی میں نہیں محاذ جنگ پر بھی ان کا دامن ظلم وزیادتی سے آلودہ نہ ہونے پائے۔

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ (البقرہ: ١٩٠)

تم اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑ رہے ہیں مگر زیادتی نہ کرو۔ بیشک اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

جس کی تعلیم یہ ہے کہ جنگ میں عورتوں، بچوں، معذوروں، جنگ سے دور رہنے والوں، کسانوں، کسی بھی مذہب کی عبادت گاہ میں مصروف پنڈتوں، پروہتوں اور راہبوں پر ہاتھ نہ اٹھایا جائے۔ اس پر تشدد اور دہشت گردی کا الزام حق وانصاف کا خون بہانا ہے۔

اس فضا کو بدلنے کے لئے ضروری ہے کہ خود مسلمان اپنی زندگی سے اسلام کی تعلیمات کا ثبوت فراہم کریں۔ خداترسی ان کے قول وعمل سے نمایاں ہو، وہ اسلامی اخلاق کا نمونہ پیش کریں ۔ان کے اندر تحمل وبرداشت ہو، وہ جذبات میں مشتعل نہ ہوں۔ جو قدم بھی اٹھائیں حکمت ودانائی کے ساتھ اٹھائیں اور اس کے انجام پر اچھی طرح غور کرلیں۔ بھلائی کا کام کہیں بھی ہو اس کی حمایت کریں، جہاں کہیں بدی پائی جائے اس سے دور رہیں اور اسے ختم کرنے کی کوشش کریں۔

اس وقت ہمارا ملک بڑے نازک دور سے گزر رہا ہے۔ حالات بد سے بدتر ہوتے جارہے ہیں۔ دستور ہند نے ہر شہری کو جو بنیادی حقوق دئے ہیں وہ بری طرح پامال ہورہے ہیں۔ دہشت گردی اور بربریت کا ہر طرف مظاہرہ ہورہا ہے۔ انسانی خون ارزاں ہوگیا ہے، بے گناہ پکڑے جارہے ہیں اور مجرم گرفت سے آزاد ہیں۔ اس کا تقاضا ہے کہ امت مسلمہ ہند اس ظلم اور بربریت، استحصال اور دہشت گردی کے خلاف کھڑی ہوجائے۔ اس ملک میں امن وامان بحال کرنے، عدل وانصاف قائم کرنے اور انسانی حقوق کی حفاظت کے لئے کمربستہ ہوجائے اور جب تک یہاں کے ہر فرد کو اس کا حق نہ مل جائے اور عدل وانصاف نہ قائم ہوجائے اپنی سعی اور جہد جاری رکھے۔ یہ کام چند افراد یا دو ایک تنظیموں کا نہیں بلکہ پوری امت اور اس کے ہر فرد کے کرنے کا ہے۔ بیس کروڑ کی یہ امت اس فیصلہ کے ساتھ اٹھ کھڑی ہو تو ملک کو کوئی دوسرا رخ نہیں دیا جاسکے گا۔

اس میں شک نہیں بعض دوسرے افراد اور تنظیمیں بھی ملک کی بگڑی ہوئی صورت حال، فرقہ وارانہ کشیدگی اور اقلیتوں پر ہونے والے مظالم پر تشویش محسوس کرتی ہیں اور اس کا اظہار بھی کرتی رہتی ہیں، لیکن یہ آواز جس زور اور قوت کے ساتھ بلند ہونی چاہئے نہیں ہو رہی ہے۔ اس میں ان کی حکمتیں اور مصلحتیں ہیں۔ ان کے سیاسی عزائم کا بھی اس میں دخل ہے۔ وہ کوئی ایسا قدم نہیں اٹھا سکتیں جس سے ان کی سیاسی حیثیت مجروح ہو اور حکومت واقتدار سے ہاتھ دھونا پڑے، لیکن یہ آپ کے دین وایمان کا تقاضا ہے کہ عدل وانصاف کے قیام، ظلم وجبر کے خاتمے اور استحصال کے خلاف کھڑے ہوں اور لوگوں کے حقوق کی حفاظت کے لئے اپنی پوری قوت لگا دیں۔ آپ کو اس عزم وحوصلہ کے ساتھ آگے بڑھنا ہوگا کہ یہاں قانون کی حکومت ہوگی۔ عدل وانصاف قائم ہوگا۔ ہر چھوٹے بڑے کو اس کا حق مل کر رہے گا۔

آخری بات پورے ملک سے اور ان سب افراد اور جماعتوں سے جن کے ہاتھ میں ملک کی زمام ہے، یہ عرض کرنی ہے کہ اس ملک میں دہشت گردی کے جو واقعات پیش آرہے ہیں ہم سب ان کے خلاف ہیں اور ان کی سخت مذمت کرتے ہیں، لیکن دہشت گردی کے نام پر جس طرح امت کو ہدف بنایا جارہا ہے اور ہر واقعہ کے بعد امت کو اس میں ملوث کرنے کی جو کوشش ہو رہی ہے وہ انتہائی تشویش ناک ہے۔ اس کی ایک مثال یہ ہے کہ ابھی چند دن قبل ۱۹ر ستمبر کو جامعہ نگر، اوکھلا بٹلہ ہاؤس میں پولس کی کاروائی کے نتیجہ میں دو طالب علم مارے گئے اور پولس انسپکٹر موہن چند شرما کی بھی جان گئی۔ اسے پولس نے انکاؤنٹر قرار دیا اور اس کے بعد تفتیش کے نام پر مسلمان نوجوانوں کی گرفتاریوں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ لیکن اس پوری کاروائی کے بارے میں بہت سے ایسے سوالات ہیں جن کا جواب نہیں دیا جاسکا، اس لئے مسلمانوں کی طرف سے اس واقعہ کی اعلیٰ پیمانہ پر تحقیق کا مطالبہ مسلسل ہو رہا ہے۔ بعض سیاسی اور سماجی تنظیموں نے بھی اس کی تائید کی ہے۔ بلکہ مسلمان یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ ادھر چار پانچ سال کے عرصے میں گجرات، مہاراشٹر، آندھرا، کرناٹک، اترپردیش، اور ملک کے دوسرے حصوں میں جو بم دھماکے ہوئے ان کی تحقیق کے لئے اعلیٰ سطحی کمیشن قائم ہو اور حقائق پوری طرح سامنے آئیں۔ اس ملک کا ایک دستور اور قانون ہے۔ اگر کوئی شخص مجرم ہے تو اس کے خلاف قانونی کاروائی ضرور ہونی

چاہیے۔ پہلے سے کسی کو مجرم قرار دینا اور اس کے خلاف کاروائی کرنا دستور کی خلاف ورزی ہے، اس سے اندیشہ ہے کہ دستور پر ہی سے اعتبار نہ ختم ہو جائے۔

اس طرح کی ایک طرفہ کاروائی سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ دہشت گردی پر قابو پانے کی فکر سے زیادہ امت کو ملک کے اندر ایک مخدوش اور خطرناک گروہ کی حیثیت سے پیش کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ اس سے اصل صورت حال تک پہنچنا ممکن نہیں ہے۔

امت مسلمہ اس ملک کے لئے عظم سرمایہ رہی ہے۔ اس نے اس کی ترقی کے لئے بڑی قربانیاں دی ہیں۔ علمی، فکری، سماجی، اور تہذیبی میدان میں اس کی خدمات نا قابل فراموش ہیں۔ اس کی وجہ سے باہر کی دنیا میں ملک کا وقار ہے۔ ضرورت ہے کہ یہ ملت کسی تعصب کا شکار نہ ہو، اس کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھایا جائے اور اسے اپنا کردار ادا کرنے کے بھرپور مواقع حاصل ہوں تا کہ ملک صحیح رخ پر آگے بڑھے اور ہم سب مل جل کر اسے ترقی سے ہم کنار کریں۔

وما توفیقی الا باللہ

❀❀❀